تبصرہ: صبیح ہمدانی

کتاب: سرسید اوران کی تحریک　　　　مصنف: ضیاءالدین لاہوری

صفحات: ۳۶۸　　قیمت: ۲۰۰ روپے　　ناشر: جمعیۃ پبلی کیشنز متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول وحدت روڈ۔ لاہور

جناب مؤلف ہمارے عہد میں فنِ تحقیق کا ایک معتبر نام ہیں۔ آپ نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا' اس موضوع کا مکمل احاطہ کیا اور یوں قلم کی عظمت کا حق ادا کیا۔ وہ بجا طور پر اس عہد میں تحقیق کی آبرو کے محافظ کہے جانے کے قابل ہیں۔

یوں تو بہت سے موضوعات پر انھوں نے دادِ تحقیق دی ہے لیکن ان کا ایک موضوع ایسا ہے جو ان کی خصوصی توجہات کا مرکز ہے اور وہ ہے ''سرسید احمد خان احوال اور کارنامے اور شخصیت و کردار'' محض اسی موضوع پر ضیا صاحب کی نصف درجن سے زائد کتب اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔ ہر ایک کتاب قلم کی عظمت کی حامل، فن کی آبرو کی محافظ اور تحقیق کے معیار پر پوری اترتی ہے۔

سرسید احمد خان برعظیم پاک و ہند کی مجموعی تاریخ کے ایک قدآور فرد ہیں۔ ''مستغربین'' برعظیم میں بہت کم گزرے ہیں۔ آپ ان میں سے اوّلین تھے۔ مسلمانوں کے (یا مسلمان کہلانے والوں کے) ایک مکتب فکر کے مجدد یا بانی بھی تھے اور ہندوستان میں ایک ایسی تحریک کے محرک یا مسبّب بھی جو بعد کے زمانوں میں ہندوستان کی معاشرتی و عمرانی زندگی پر بڑے زوردار طریقہ سے اثر انداز ہوئی۔

ظاہر ہے کہ اتنے بہت سے کام جس شخص سے صادر ہوں وہ لازمی طور پر توجہات کا مرکز بنے گا۔ چنانچہ سید موصوف کے ساتھ بھی ایسا ہونا فطری بات ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہندوستانی تاریخ کے ایک مخصوص دور، ایک مخصوص واقعے (اور عظیم واقعے) اور ایک مخصوص فکر کا جب بھی ذکر کیا جائے گا سید موصوف کو لازماً یاد کیا جائے گا۔ لہٰذا ان پر، ان کی حیات پر، ان کے فکر پر، ان کے فلسفۂ عمل کی تشریحات پر اتنا بہت کچھ لکھا گیا کہ شاید ہی کسی اور شخصیت پر لکھا گیا ہو۔

لیکن ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر قلم کاروں نے جناب سید کے بارے میں لکھتے ہوئے کسی معلوماتی کجی، علمی بددیانتی، سیاسی بدعنوانی یا کسی اور وجہ کی بنا پر سید موصوف کی شخصیت کی صحیح خاکہ کشی نہیں کی۔ بعض لوگوں نے دروغ مصلحت آمیز سے کام لیا ہے اور بعض قلم کاروں نے تو صریح طور پر کئی جھوٹ بولے ہیں اور ایک انتہائی حد تک حقائق سے معدول شخصیت کی تصویر کشی کی ہے۔ جب من حیث الطبقہ یہ طرزِ عمل عام ہو گیا تو اس کو قاری کے ذہن میں رسوخ بھی حاصل ہوا' جس کے نتیجے میں سید موصوف کی اپنی شخصیت اور اپنا چہرہ مسخ ہوا اور ہمارے یعنی عام قاری کے ذہن